خطبۂ غدیر خم [1]

جب آپ حج سے واپس ہوئے تو راستہ میں حضرت بریدۂ اسلمی نے حضرت علی کی کچھ شکایت کی۔ آپ نے غدیر خم پر (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے) ایک خطبہ دیا جس میں یہ ارشاد فرمایا کہ میں ایک بشر ہوں ممکن ہے کہ عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے کوئی قاصد مجھے بلانے کے لئے آجائے اور میں اس دعوت کو قبول کروں، اشارہ اس طرف تھا کہ وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے بعد ازاں اہل بیت کی محبت کی تاکید فرمائی اور حضرت علی کی نسبت فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔ خطبہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کو مبارک باد دی۔ اور حضرت بریدہ کا قلب بھی آپ سے صاف ہوگیا اور جو کدورت تھی وہ زائل ہوئی۔ اس خطبہ اور ارشاد سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ بتلانا تھا کہ حضرت علی اللہ کے محبوب اور مقرب بندہ ہیں اُن سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھنا مقتضائے ایمان ہے اور اُن سے بغض اور عداوت یا نفرت اور کدورت سراسر مقتضائے ایمان کے خلاف ہے۔

حدیث کا مقصد فقط حضرت علی کی محبت کا وجوب اور اس کی فرضیت بیان کرنا ہے۔ امامت اور خلافت سے کوئی تعلق نہیں اور معمولی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ محبت اور خلافت میں زمین وآسمان کا فرق ہے، محبت اور خلافت میں تلازم نہیں کہ جس سے محبت ہو وہ خلیفہ بلا فصل بھی ہو۔ محبت تو والدین اور اولاد اور بیبیوں اور سب دوستوں۔ سب ہی سے ہوتی ہے کیا سب خلیفہ ہو جائیں گے، حضرت عباس اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم سب ہی آپ کے محبوب نظر اور نور بصر ہونے کے علاوہ حضور پُر نور کے لختِ جگر بھی تھے اگر محبت، دلیل خلافت ہے تو امام حسن پہلے خلیفہ ہونے چاہئیں بلکہ اگر قُرب قرابت پر نظر کی جائے اور یہ کہا جائے کہ خلافت کا دار ومدار قُربِ قرابت پر ہے تو اس لحاظ سے مقدم حضرت فاطمۃ الزہراء ہیں اور پھر امام حسن اور پھر امام حسین اور پھر درجۂ چہارم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ حضرات شیعہ کے مسلک پر بھی حضرت علی خلیفۂ چہارم ہی بنتے ہیں اگر اہل سنت

---

[1] دیکھو شرح مواہب ص ۱۳ ج ۷

نے ان کو خلیفۂ چہارم بنایا تو شکوہ کیوں ہے۔ نیز جس وقت غدیر خم پر آپ نے یہ خطبہ دیا، اس وقت صحابہ کرام اور اہل بیت بھی موجود تھے کسی نے بھی اس کا یہ مطلب نہیں سمجھا کہ حضور کے بعد حضرت علی خلیفہ بلافصل ہوں گے اور پھر دو ماہ کے بعد آں حضرت ﷺ کی وفات ہوگئی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت زیر بحث آیا جس میں وہ صحابہ بھی شریک تھے کہ جو غدیر خم کے اس خطبہ میں حاضر تھے۔ کسی نے بھی اس حدیث کو امامت علی کے لئے استدلال میں پیش نہیں کیا اور نہ حضرت علی نے اور نہ حضرت عباس نے اور نہ بنی ہاشم میں سے کسی شخص نے کسی وقت بھی حضرت علی کے استحقاق خلافت کے لئے اس حدیث کو پیش کیا۔

غرض یہ کہ غدیر خم کے خطبہ میں آں حضرت ﷺ نے حضرت علی اور اہل بیت اور عترت کی محبت کا حکم دیا ہے اور ان کی دشمنی سے منع فرمایا۔ سو الحمد للہ تمام اہل سنت والجماعت بہ ہزار دل و جان اہل بیت کی محبت اور تعظیم کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں مگر شیعوں کی طرح بے عقل نہیں کہ محبت کو دلیل امامت سمجھنے لگیں، محبت تو اہل بیت کے ہر فرد سے لازم ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضور پر نور کے تمام قریبی رشتہ داروں کو امام اور خلیفہ بنانے لگیں۔

حجۃ الوداع سے واپسی

آں حضرت ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر اخیر ذی الحجہ میں مدینہ منورہ پہنچے چند ہی روز گزرے تھے کہ ۱۰ھ ختم ہو کر ۱۱ھ شروع ہو گیا۔

جبریل امین کی آمد

حجۃ الوداع سے واپسی کے کچھ روز بعد جبریل امین ایک غیر معروف شکل میں سفید کپڑے پہنے ہوئے بارگاہ نبوت میں تشریف لائے اور آپ کے قریب نہایت ادب کے ساتھ دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے اور ایمان اور اسلام اور احسان اور قیامت اور علامات قیامت کے متعلق سوالات کیے اور آپ نے جوابات دیئے جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا دیکھو کہ یہ کون شخص تھا۔ صحابہ دیکھنے کے لئے نکلے مگر کوئی نشان نہ پایا آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل امین تھے جو تم کو دین کی تعلیم دینے کے لئے آئے تھے اور میں ان کو ہمیشہ پہچان لیتا تھا لیکن آج نہیں پہچانا۔